فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

از: لطف الرحمٰن خان

نظر ثانی: حافظ نذیر احمد ہاشمی

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۵۴

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾﴾

ترکیب: ''واوَ'' عاطفہ ''وَلَا تَقُوْلُوْا'' فعل نہی 'فاعل واوَ ضمیر۔ ''لِمَنْ'' میں ''لام'' حرف جر ''مَنْ'' اسم موصول ''يُقْتَلُ'' فعل مضارع مجہول۔ اس میں ضمیر ''هُوَ'' راجع بسوئے ''مَنْ'' ''فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' جار و مجرور متعلق ''يُقْتَلُ''۔ فعل + نائب فاعل + متعلق جملہ فعلیہ ہو کر ''مَن'' کا صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور لام حرف جار کا۔ جار مجرور مل کر متعلق ''لَا تَقُوْلُوْا''۔ ''اَمْوَاتٌ'' خبر مبتدا محذوف ''هُمْ''۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ''لَا تَقُوْلُوْا'' کا۔ فعل + فاعل + مقولہ مل کر معطوف علیہ۔ ''بَلْ'' حرف اضراب وعطف۔ ''اَحْيَاءٌ'' خبر مبتدا محذوف ''هُمْ''۔ ''واوَ'' حالیہ ''لٰكِنْ'' مخففہ من المثقلہ مہملہ۔ ''لَا تَشْعُرُوْنَ'' فعل + فاعل جملہ فعلیہ ہو کر حال ''هُمْ'' ضمیر مبتدا ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقُوْلُوْا: اور تم لوگ مت کہو — لِمَنْ: ان کے لیے جو

يُقْتَلُ: قتل کیے جاتے ہیں اور قتل — فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: اللہ کی راہ میں

کیے جائیں گے

اَمْوَاتٌ : (کہ وہ لوگ) مردہ ہیں　　بَلْ : بلکہ

اَحْیَآءٌ : (وہ لوگ) زندہ ہیں　　وَّلٰکِنْ : اور لیکن

لَّا تَشْعُرُوْنَ : تم لوگ شعور نہیں رکھتے اور نہ رکھو گے

نوٹ (۱) : شہداء کے بہت سے درجے ہیں۔ ان میں سب سے بلند درجہ اُن لوگوں کا ہے جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ بات سمجھ لیں کہ اس آیت میں جو ہدایت ہے وہ مقتول فی سبیل اللہ کے لیے ہے۔ جب معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ زندہ ہیں تو ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ (۱) کہاں زندہ ہیں اور (۲) ان کی زندگی کی کیفیت کیا ہے؟ اس آیت میں پہلے سوال کا جواب نہیں ہے' البتہ آگے چل کر سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۹ میں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں۔ دوسرے سوال کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے کہ ہم لوگ ان کی زندگی کا شعور حاصل نہیں کر سکتے۔

آیت ۱۵۵

﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴾

ج و ع

جَاعَ (ن) جَوْعًا : بھوکا ہونا۔ ﴿اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی ﴾ (طٰہٰ) ''بیشک تیرے لیے ہے کہ تو بھوکا نہیں ہو گا اس میں اور نہ ننگا۔''

جُوْعٌ (اسم ذات) : بھوک۔ ﴿الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ﴾ (قریش:۴) ''جو کھانا دیتا ہے ان کو بھوک میں۔''

ن ق ص

نَقَصَ (ن) نَقْصًا : کمی کرنا' گھٹانا۔ ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ﴾ (قٓ:۴) ''ہمیں علم ہے اس کا جو گھٹاتی ہے زمین ان میں سے۔''

اُنْقُصْ (فعل امر) : تو کمی کر' تو گھٹا۔ ﴿اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ﴾ (المزمل) ''یا آپؐ گھٹائیں اس میں سے تھوڑا سا۔''

مَنْقُوْصٌ (اسم المفعول) : کمی کیا ہوا' گھٹایا ہوا۔ ﴿وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ

مَنْقُوْصٍ ﴿﴾ (ھود) ''اور بے شک ہم پورا پورا دینے والے ہیں ان کو ان کا حصہ بغیر کوئی کمی کیا ہوا۔''

نَقْصٌ (اسم ذات): کمی' گھاٹا۔ (آیت زیر مطالعہ)

ترکیب : ''واوَ'' استیناف۔ ''لام'' موطئہ للقسم۔ ''نَبْلُوَنَّ'' فعل مضارع مبنی علی الفتح۔ اس کا فاعل ''نَحْنُ'' ضمیر مستتر وجوباً ''کُمْ'' ضمیر مفعول بہ۔ ''بِشَیْ ءٍ'' میں ''بِ'' حرف جار ''شَیْ ءٍ'' موصوف ''مِنَ الْخَوْفِ'' میں ''مِنْ'' حرفِ جار ''الْخَوْفِ'' معطوف علیہ ''وَالْجُوْعِ'' میں ''واوَ'' حرفِ عطف ''الْجُوْعِ'' معطوف۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ''کَائِنٍ''۔ ''کَائِنٍ'' اپنے متعلق سے مل کر ''شَیْ ءٍ'' کی صفت۔ موصوف صفت مل کر معطوف علیہ۔ ''واوَ'' حرفِ عطف ''نَقْصٍ'' موصوف ''مِنَ الْاَمْوَالِ'' میں ''مِنْ'' حرفِ جار ''الْاَمْوَالِ'' معطوف علیہ ''واوَ'' حرفِ عطف۔ ''الْاَنْفُسِ'' معطوف اول ''واوَ'' حرفِ عطف ''الثَّمَرَاتِ'' معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر ''مِنْ'' حرف جار کا مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ''کَائِنٌ''۔ ''کَائِنٌ'' اپنے متعلق سے مل کر صفت ہے ''نَقْصٍ'' کی۔ ''نَقْصٍ'' اپنی صفت سے مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر باء حرف جار کا مجرور۔ جار مجرور متعلق ''نَبْلُوَنَّ''۔ ''نَبْلُوَنَّ'' فعل + فاعل + مفعول + متعلق جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ ''وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ'' میں ''واوَ'' حرفِ عطف ''بَشِّرْ'' فعل امر۔ اس کا فاعل ضمیر مستتر ''اَنْتَ''۔ ''الصَّابِرِیْنَ'' موصوف۔

ترجمہ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ : اور ہم لازماً آزمائیں گے تم لوگوں کو	بِشَیْ ءٍ: کسی چیز سے
مِّنَ الْخَوْفِ :خوف میں سے	وَالْجُوْعِ :اور بھوک میں سے
وَنَقْصٍ : اور کچھ گھاٹے سے	مِّنَ الْاَمْوَالِ :مالوں میں سے
وَالْاَنْفُسِ :اور جانوں میں سے	وَالثَّمَرٰتِ :اور پھلوں میں سے
وَبَشِّرِ :اور آپ بشارت دیں	الصّٰبِرِیْنَ: ثابت قدم رہنے والوں کو

نوٹ (۱) : ''بِشَیْ ءٍ'' کا لفظی ترجمہ تو یہی بنتا ہے کہ ''کسی چیز سے'' لیکن محاورہ میں اس کا مفہوم ہے ''تھوڑا سا'' یا ''ذرا سا''۔ اس آیت میں یہ لفظ لا کر ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ کوئی

آزمائش ہمیں کتنی بھی بڑی معلوم ہو‘ لیکن دراصل وہ چھوٹی ہی ہوگی۔ ہم لوگوں کو اس کا تجربہ بھی ہے۔ جب کوئی آزمائش گزر جاتی ہے تب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ اتنی بڑی آزمائش نہیں تھی جتنا ہم واویلا کر رہے تھے۔ اور جب کوئی نئی آزمائش آتی ہے تو ہم پچھلے تجربے کو بھول جاتے ہیں۔

نوٹ (۲) : آزمائش کے ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ یہ ہر انسان کی ضرورت ہے۔ اس نظام سے اللہ کی کوئی غرض نہیں اٹکی ہوئی ہے۔ اس لیے اس دنیا میں عابد وزاہد‘ فاسق وفاجر‘ مؤمن وکافر‘ غرض ہر قسم کے انسان کو مختلف آزمائشوں سے گزارا جاتا ہے جو مختلف قسم کے انسانوں کی مختلف ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ اس آیت کے سیاق وسباق میں نیکوکار اہل ایمان کی بات ہو رہی ہے۔ اس لیے اس مقام پر یہ بات سمجھ لیں کہ ایمان کی حالت میں عمل صالح کرنے والے لوگوں کی کون سی ضرورت ان آزمائشوں نے پوری ہوتی ہے۔

ہماری ایک کمزوری یہ ہے کہ ہم کو کتنا بھی انعام واکرام دے دیا جائے‘ عام طور پر ہم اس سے مطمئن نہیں ہوتے اور مزید کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ مطالبہ زبانی دعووں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ہماری دوسری کمزوری یہ ہے کہ اگر ہمارے مطالبے کے مطابق ہم کو دے دیا جائے تو ہم پھر بھی مطمئن نہیں ہوتے‘ کیونکہ ہم دوسرے کی تھالی میں جھانکتے ہیں کہ اس کو اتنا کیوں ملا؟ اور یہ بات طے ہے کہ میدانِ حشر میں ہماری یہ کمزوریاں ختم نہیں ہوں گی بلکہ زیادہ ہو جائیں گی۔

اس کا علاج یہی ہے کہ ہمارے بلند بانگ دعووں کا لپ اسٹک اور پاؤڈر آزمائش کی کڑی دھوپ میں اتار دیا جائے اور ہر ایک کے دعوے کی حقیقت ریکارڈ پر آ جائے۔ اس طرح نیکوکار اہل ایمان میدانِ حشر میں اطمینانِ قلب کی نعمت حاصل کریں گے۔

آیت ۱۵۶

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴾

ترکیب: ’’اَلَّذِیْنَ‘‘ اسم موصول۔ ’’اِذَا‘‘ حرف شرط ’’اَصَابَتْھُمْ‘‘ میں ’’ھُمْ‘‘ ضمیر مفعول مقدم۔ ’’مُصِیْبَۃٌ‘‘ فاعل مؤخر۔ فعل + فاعل + مفعول جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ’’قَالُوْا‘‘ فعل ’’واوَ‘‘ ضمیر بارز فاعل ’’اِنَّا‘‘ میں ’’اِنَّ‘‘ حرف مشبہ بالفعل ’’نَا‘‘ ضمیر اسم۔ ’’لِلّٰہِ‘‘ جار

مجرور متعلق بمحذوف جملہ اسمیہ معطوف علیہ ''وَاِنَّا'' میں ''واو'' حرفِ عطف ''اِنَّ'' حرفِ مشبہ بالفعل ''نَا'' ضمیر اس کا اسم ''رٰجِعُوْنَ'' خبر ''اِلَیْہِ'' رٰجِعُوْنَ سے متعلق۔ یہ جملہ اسمیہ ہو کر معطوف۔ معطوف + معطوف علیہ مقولہ ''قَالُوْا'' کا۔ ''قَالُوْا'' فعل + فاعل + مقولہ مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط + جزا مل کر صلہ موصول ''الَّذِیْنَ'' کا۔ موصول + صلہ صفت ''الصّٰبِرِیْنَ'' کا۔ موصوف + صفت مفعول ''بَشِّرْ'' کا۔ ''بَشِّرْ'' فعل + فاعل + مفعول مل کر جملہ فعلیہ ہو کر عطف ہے ''وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ'' پر۔ ''لَنَبْلُوَنَّکُمْ'' اپنے معطوف سے مل کر جواب قسم ہے فعل محذوف قسم کا۔ فعل قسم محذوف + جواب قسم جملہ قسمیہ ہے۔

ترجمہ

الَّذِیْنَ : وہ لوگ جو	اِذَا : جب بھی
اَصَابَتْھُمْ : پہنچتی ہے ان کو	مُّصِیْبَۃٌ : کوئی مصیبت
قَالُوْا : تو وہ لوگ کہتے ہیں	اِنَّا : بیشک ہم
لِلّٰہِ : اللہ کے لیے ہیں	وَاِنَّآ : اور یقیناً ہم
اِلَیْہِ : اس کی طرف ہی	رٰجِعُوْنَ : لوٹنے والے ہیں

آیت ۱۵۷

﴿اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ قف وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ﴾

ترکیب : ''صلوٰۃ'' سے مراد ہے نماز' دعا' رحمت۔ قرآن مجید میں جہاں بھی لفظ ''صلوٰۃ'' بغیر اضافت ہے واو کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ یہ لفظ کے مفخم ہونے کی بنا پر ہے۔ جیسے زکوٰۃ۔ صلوٰۃ ''تَصْلِیَۃ'' سے اسم ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں بہت سے اہل لغت کا بیان ہے کہ صلوٰۃ کے معنی دعا کرنے' برکت مانگنے اور بزرگی سے یاد کرنے کے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ((اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ وَاِنْ کَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ (اَیْ فَلْیَدْعُ)۔ نیز ارشاد خداوندی ہے : ﴿وَصَلِّ عَلَیْھِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ط﴾ (التوبۃ:۱۰۳) ''اور اُن کے حق میں دعائے رحمت کرو' کیونکہ تمہاری دعا ان کے لیے وجہ تسکین ہوگی''۔ ''فَصَلِّ عَلَیْھِمْ'' اَیْ اُدْعُ لَھُمْ۔ اللہ کی طرف سے مسلمانوں پر صلوٰۃ کا مطلب ان کو سراہنا ہے۔ ﴿اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ﴾ (آیت زیر

مطالعہ) فرشتوں کی طرف سے ''صَلٰوۃ'' کا معنی وہی ہے جو آدمیوں کی طرف سے صلٰوۃ کا ہے (دعا اور مغفرت)۔ اور وہ صلٰوۃ کہ جو عبادت مخصوصہ ہے (بمعنی نماز) اس کی اصل بھی دعا ہی ہے' جس طرح کہ کسی شے کو بعض اجزاء کے نام پر موسوم کر دیتے ہیں اسی طرح یہ عبادت یعنی نماز بھی دعا پر مشتمل ہونے کی وجہ سے صلٰوۃ سے موسوم ہوئی۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ صلٰوۃ کی اصل ''صلا'' ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ''صَلَّ الرَّجُلُ'' کے معنی ہیں کہ اس شخص نے اس عبادت کے ذریعہ ''صلا'' کو جو کہ حق تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہے' اپنے اوپر سے دفع کر دیا۔ نیز عبادت خانہ کو بھی صلٰوۃ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کنائس یہود (یہودیوں کے عبادت خانے) صلوات سے موسوم ہیں۔ ﴿لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ﴾ (الحج: ٤٠)

تنبیہ: ہر وہ مقام کہ جہاں حق تعالیٰ نے فعل صلٰوۃ پر مدح فرمائی ہے یا اس پر رغبت دلائی ہے وہاں لفظ ''اِقَامَة'' مذکور ہے۔ مثلاً: ''الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ' اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ' اَقَامُوا الصَّلٰوةَ'' جبکہ منافقین کے بارے میں فرمایا گیا: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝﴾ (الماعون) اور: ﴿لَا يَاْتُوْنَ الصَّلَاةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى﴾ (التوبۃ: ۵۴)

ترجمہ

اُولٰٓئِكَ: وہ لوگ ہیں	عَلَيْهِمْ: جن پر ہیں
صَلَوٰتٌ: عنایتیں	مِّنْ رَّبِّهِمْ: ان کے ربّ (کی جانب) سے
وَرَحْمَةٌ: اور رحمت	وَاُولٰٓئِكَ: اور وہ لوگ
هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ: ہی ہدایت پانے والے ہیں	

آیت ۱۵۸

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۗ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝﴾

ج ن ح

جَنَحَ (ض) جُنُوْحًا: کشتی کا کسی جانب جھک جانا' کسی کا کسی طرف مائل ہونا۔ ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (الانفال: ٦١) ''اور اگر وہ لوگ مائل ہوں صلح کے لیے تو آپ بھی مائل ہوں اس کے لیے۔''

اِجْنَحْ (فعل امر) :تو جھک' تو مائل ہو۔ (آیت مذکورہ بالا)
جَنَاحٌ (ج) اَجْنِحَةٌ : اسم ذات ہے۔ کسی چیز کا کوئی جانب' انسان کا پہلو' بغل' پرندوں کے پر۔ ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الحجر) ''اور آپؐ جھکائیں اپنا پہلو مؤمنوں کے لیے۔'' ﴿وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ﴾ (طٰہٰ:۲۲) ''اور آپؐ ملالیں اپنا ہاتھ اپنی بغل کی طرف۔'' ﴿وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ﴾ (الانعام:۳۸) ''اور نہ کوئی اڑنے والا جو اڑتا ہے اپنے دونوں پروں سے۔'' ﴿جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ﴾ (فاطر:۱) ''فرشتوں کو بنانے والا رسول' جن کے پر ہیں۔''
جُنَاحٌ (اسم ذات) : کسی غلط جانب جھکاؤ' گناہ۔ (آیت زیر مطالعہ)

ط و ع

طَاعَ (ف۔ن) طَوْعًا: تابع فرمان ہونا' فرمانبردار ہونا۔
طَائِعٌ : تابع فرمان بنانے والا۔ ﴿فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ﴾ (حٰمٓ السجدۃ) ''تو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) کہا اس سے (یعنی آسمان سے) اور زمین سے کہ تم دونوں آؤ مطیع ہوتے ہوئے یا کراہیت کرتے ہوئے۔ ان دونوں نے کہا ہم آئے مطیع ہونے والے ہوتے ہوئے۔''
اَطَاعَ (افعال) اِطَاعَةً اور طَاعَةً : کسی کی فرمانبرداری کرنا' اطاعت کرنا۔ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ﴾ (النساء:۸۱) ''اور وہ لوگ کہتے ہیں فرمانبرداری کرنا ہے۔'' ﴿يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾ (الاحزاب) ''وہ لوگ کہیں گے اے کاش! ہم اطاعت کرتے اللہ کی اور ہم اطاعت کرتے ان رسولؐ کی۔''
اَطِعْ (ج) اَطِيْعُوْا (فعل امر): تو اطاعت کر' ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ (آل عمران:۳۲) ''تم لوگ اطاعت کرو اللہ کی اور اِن رسولؐ کی۔''
لَا تُطِعْ (فعل نہی) : تو اطاعت مت کر' تو کہنا مت مان۔ ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا﴾ (الکہف:۲۸) ''اور تو کہنا مت مان اس کا ہم نے غافل کیا جس کے دل کو اپنی یاد سے۔''
مُطَاعٌ (اسم المفعول) : اطاعت کیا ہوا' بات مانا ہوا۔ ﴿ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ﴾ (التکویر) ''قوت والا' عرش والے کے پاس رہنے والا' مانا جانے والا' وہیں امانت والا۔''

طوَّعَ (تفعیل) تَطْوِیْعًا : کسی کو مطیع فرمان بنانا' کسی کام کے لیے راضی کرنا۔ ﴿فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ﴾ (المائدۃ:٣٠) ''پس راضی کیا اُس کو اُس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر۔''

تَطَوَّعَ (تفعل) تَطَوُّعًا : بتکلف فرمانبرداری کرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ پھر اصطلاحاً نفلی عبادات کرنے کے لیے آتا ہے۔ (آیت زیر مطالعہ)

مُطَوِّعٌ (اسم الفاعل) : نفلی عبادت کرنا والا۔ ﴿اَ لَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ﴾ (التوبۃ:٧٩) ''وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں نفلی عبادت کرنے والوں کو''۔

اِسْتَطَاعَ (استفعال) اِسْتِطَاعَةً : فرمانبرداری کرنے کے لائق ہونا' صلاحیت یا قدرت رکھنا۔ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:١٦) ''پس تقویٰ اختیار کرو اللہ کا اتنا جتنی تمہاری صلاحیت ہو۔''

ش ک ر

شَكَرَ (ن) شُكْرًا اور شُكُوْرًا : کسی نعمت و بھلائی کا اعتراف کرنا' احسان ماننا' شکر کرنا۔ ﴿وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ﴾ (النمل:٤٠) ''اور جس نے شکر کیا تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ شکر کرتا ہے اپنے آپ کے لیے۔''

اُشْكُرْ (فعل امر) : تو احسان مان' تو شکر کر۔ ﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ﴾ (لقمن:١٤) ''کہ تو احسان مان میرا اور اپنے والدین کا۔''

شَاكِرٌ (اسم الفاعل) : شکر کرنے والا۔ اس کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو مطلب ہوتا ہے قدر کرنے والا۔ (آیت زیر مطالعہ) اور : ﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ﴾ (النحل:١٢١) ''شکر کرنے والا اس کے احسانوں کا۔''

مَشْكُوْرٌ (اسم المفعول) : شکر کیا ہوا' قدر کیا ہوا۔ ﴿فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝﴾ (بنی اسرائیل) ''تو وہ لوگ ہیں جن کی بھاگ دوڑ قدر کی ہوئی ہے۔''

شَكُوْرٌ : فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا شکر کرنے والا۔ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝﴾ (ابراہیم) ''بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک بار بار صبر کرنے والے' بے انتہا شکر کرنے والے کے لیے۔'' ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝﴾ (الشوریٰ) ''بے شک اللہ بے انتہا بخشنے والا' بے انتہا قدر کرنے والا ہے۔''

ترکیب : صَفا ایک مشہور پہاڑی کا نام ہے جو مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے پاس

ہے۔ امام بغوی لکھتے ہیں: صَفَا' صَفَاۃٌ کی جمع ہے۔ ''صَفَاۃٌ'' اس سخت چٹان کو کہتے ہیں جو صاف اور ہموار ہو۔ ''صَفَاۃٌ'' اور ''صَفَا'' جیسے ''حَصَاۃٌ'' اور ''حَصًی'' اور ''نَوَاۃٌ'' اور ''نَوًی'' ۔ مَروۃ نرم پتھر کو کہتے ہیں اور اس کی جمع ''مرَوَاتٌ'' آتی ہے اور جمع کثرت ''مُرْوٌ'' ہے۔ جیسے ''ثَمْرَۃٌ'' کی جمع ''ثَمَرَاتٌ'' اور ''ثُمْرٌ'' ہے۔ (معالم التنزیل ۱/۱۱۱)

''اِنَّ'' حرف مشبہ بالفعل ''الصَّفَا'' معطوف علیہ ''واوَ'' حرف عطف ''الْمَرْوَۃَ'' معطوف۔ معطوف اور معطوف علیہ مل کر ''اِنَّ'' کا اسم۔ ''مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ'' جار مجرور مل کر متعلق ''کَائِنَانِ'' خبر۔ ''فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ'' میں ''فاء'' استیناف ''مَنْ'' اسم شرط جازم مبتدا ''حَجَّ'' فعل ماضی۔ اس میں ضمیر ''ھُوَ'' اس کا فاعل ''الْبَیْتَ'' مفعول۔ فعل + فاعل + مفعول جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ ''اَوْ'' حرف عطف ''اعْتَمَرَ'' فعل ماضی۔ اس میں ضمیر ''ھُوَ'' اس کا فاعل۔ فعل + فاعل جملہ فعلیہ ہو کر معطوف۔ معطوف + مطعوف علیہ فعل شرط۔ ''فَلَا جُنَاحَ'' میں ''فا'' جزائیہ ''لا'' نفی جنس ''جُنَاحَ'' اس کا اسم ''عَلَیہ'' جار مجرور متعلق ''وَاقِعٌ'' خبر ہے۔ ''اَنْ یَطَّوَّفَ بِھِمَا'' میں ''اَنْ'' حرف مصدریہ ''یَطَّوَّفَ'' فعل۔ ضمیر ''ھُوَ'' اس کا فاعل ''بِھِمَا'' جار مجرور اس کا متعلق۔ یہ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہو کر منصوب ''بنزع الخافض''۔ تقدیر عبارت یوں ہے: ''فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ فِیْ اَنْ یَطَّوَّفَ بِھِمَا''۔ ''فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ'' سے لے کر ''اَنْ یَطَّوَّفَ بِھِمَا'' تک جملہ جزاء ہے ''حَجَّ الْبَیْتَ'' کے لیے۔ شرط اور جزا مل کر خبر ہے ''مَنْ'' مبتدا کی۔ ''واوَ'' حرف عطف ''مَنْ'' اسم شرط جازم مبتدا ''تَطَوَّعَ'' فعل۔ ضمیر ''ھُوَ'' اس کا فاعل ''خَیْرًا'' صفت ہے موصوف محذوف ''تَطَوُّعًا'' کی۔ موصوف صفت مفعول مطلق۔ فعل + فاعل + مفعول مطلق جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فاء'' جزائیہ ''اِنَّ'' حرف مشبہ بالفعل۔ لفظ ''اللّٰہ'' اس کا اسم ''شَاکِرٌ عَلِیْمٌ'' اس کی خبر۔ یہ جملہ اسمیہ ہو کر جزاء۔ شرط اور جزاء مل کر جملہ شرطیہ ہو کر ''مَنْ'' مبتدا کی خبر ہے۔

ترجمہ

اِنَّ: بیشک — الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ: صفا اور مروہ ہیں

مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ: اللہ کا شعور حاصل کرنے کی علامتوں میں سے — فَمَنْ: پس جس نے

حَجَّ الْبَیْتَ: زیارت کی اس گھر کی — اَوِ اعْتَمَرَ: یا عمرہ کیا

فَلَا جُنَاحَ :تو کسی قسم کا کوئی گناہ عَلَیْهِ : اس پر
نہیں ہے
اَنْ يَطَّوَّفَ :کہ وہ بتکلف چکر بِهِمَا :ان دونوں میں
لگائے
وَمَنْ :اور جس نے تَطَوَّعَ :نفلاً کی
خَيْرًا :کوئی بھلائی فَاِنَّ اللّٰهَ :تو یقیناً اللہ
شَاكِرٌ :قدر دان ہے عَلِيْمٌ :جاننے والا ہے

نوٹ (۱) : زمانۂ جاہلیت میں صفا اور مروہ پر مورتیاں رکھی ہوتی تھیں اور کفار انہی کی پوجا کرنے کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے۔ اس وجہ سے کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ تھا کہ کہیں اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ اس آیت میں اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے' کیونکہ یہ بی بی ہاجرہ کا عمل تھا اور سنت ابراہیمؑ ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک حج یا عمرہ میں سعی کرنا مستحب ہے' امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے' جبکہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ فرض ہے۔ (معارف القرآن)

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن و بانی تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے پانچ خطبات جو سالانہ محاضرات ۱۹۹۱ء میں دیے گئے

حقیقت ایمان

تسوید و ترتیب: مولانا ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور

﴿اہم موضوعات﴾

■ ایمان کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم ■ ایمان کا موضوع
■ قانونی اور حقیقی ایمان کا فرق اور ان کے ضمن میں کلامی مباحث
■ ایمان و عمل کا باہمی تعلق ■ ایمان اور نفاق ■ ایمان حقیقی کے سرچشمے

اشاعت خاص: 90 روپے اشاعت عام: 50 روپے